ادھر اسلام آباد میں نو تشکیل شدہ ملی مجلس فقہی (اسلامی نظریاتی کونسل) کا اجلاس شروع ہو چکا ہے جس میں انسانی اعضاء کے عطیہ اور پیوند کاری' مارک اپ کو سروس چارجز کا نام دے کر فروغ دینا' زکوٰۃ فنڈ سے دیت کی ادائیگی کا جواز یا عدمِ جواز اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح اور ان جیسے دیگر فقہی مسائل زیر غور ہیں۔ فقہ اسلامی کو ملوکیت کا شاخسانہ قرار دینے والوں سے سوال ہے کہ اب جو جدید مسائل پر گفتگو' مباحثے اور مناقشے ہو رہے ہیں اور علماء کرام اپنے اجتہادات کے ذریعہ (خواہ وہ مجالس کی صورت میں ہوں یا انفرادی) عوام کی جو رہنمائی کر رہے ہیں یہ بھی کسی ملوکیت کا شاخسانہ ہیں............... ؟

محافل نعت............ یا سنجیدہ علمی مجالس کے خلاف سازش ؟

کچھ عرصہ سے اہل سنت کے ایک مخصوص حلقہ میں محافل نعت کے انعقاد پر بڑا زور ہے اور زرِ کثیر صرف کر کے بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی شاہراہوں پر محافل نعت سجانے کا رواج جڑ پکڑ رہا ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے اور نعت کہنے سے کیسے اختلاف و انکار ہو سکتا ہے مگر جب کوئی عمل حدِ اعتدال سے تجاوز کرنے لگے تو قوم کے دماغوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں' سوچیں اور فیصلہ کریں کہ اعتدال کی حد عبور کرنے کے اس عمل کے پیچھے کوئی خفیہ سازش تو کام نہیں کر رہی ؟

اہل سنت کا جو طبقہ محافل نعت کے اس نہج پر انعقاد کا پر جوش حامی ہے' غور کیا جائے' ٹھنڈے دل سے سوچا جائے اور جذباتیت کا شکار ہونے سے خود کو بچاتے ہوئے تامل سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ جہلاء پر مشتمل ہے۔ علماء نے کبھی بھی اس طرح محافل نعت و مولود کو نہیں سراہا کہ پوری قوم محافل وعظ کو بھلا کر پوری طرح نعت خوانی میں جت جائے۔ ایسی مثال نہ متقدمین کے دور میں پیش کی جا سکتی ہے اور نہ متاخرین کے دور سے۔ حالانکہ ہر دو ادوار میں ممتاز نعت گو علماء و شعراء موجود رہے ہیں۔ اور تو اور شاعری میں صنفِ نعت کو حیاتِ نو عطا کرنے والی برصغیر کی ممتاز علمی شخصیت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی نے بھی اپنے دور میں محافل نعت کو حدِ اعتدال میں رکھا اور عوام کو علم و عمل ہی کی طرف راغب کیا۔ آپ کی سوانح حیات کے اوراق پر نظر ڈالی جائے تو آپ کہیں بھی محافل نعت میں تمام رات یا گھنٹوں بیٹھے دکھائی نہیں دیتے۔

ہاں وعظ و تذکیر اور فقہ و فتاویٰ کے کام میں آپ کے شب و روز ضرور بسر ہوتے نظر آتے ہیں۔

اہل سنت کا یہ طبقہ جو محافل نعت کی سرپرستی کرتا نظر آتا ہے بظاہر بڑا خوشنما کام کر رہا ہے مگر سوچیے اس کی اس جدوجہد سے عام سنی شخص کی معلومات میں دین کے حوالہ سے کسی قسم کی معلومات کا اضافہ ہو رہا ہے............؟

اس وقت پاکستان میں آباد مسلمانوں میں دین کی فہم کے اعتبار سے اگر کوئی کمزور ترین طبقہ ہے تو وہ یہی ہے جسے محافل نعت میں لگا کر فہم دین سے مزید دور کیا جا رہا ہے۔ ہر فرقے اور ہر طبقے کے قائدین اپنے افراد کی دین فہمی کے سلسلہ میں منظم منصوبہ سازی کر کے ایسی محافل' دروس' سیمینارز' تربیتی کیمپس اور تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کرتے ہیں جن میں ان کی ذہنی تربیت کی جاتی ہے' انھیں دین کا عمیق مطالعہ کرایا جاتا ہے اور مختلف کورسز کے ذریعہ نوجوانوں کو لادینی عناصر سے گفتگو کر کے انہیں قائل کرنے کے قابل اور فریق مخالف پر برتری کے لائق بنایا جاتا ہے مگر ہم صرف نعتیں اور قوالیاں سنا کر عشق رسول اور محبتِ مصطفیٰ اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور وہ بھی اجاگر نہیں ہو پاتی۔ اس لئے کہ حب مصطفیٰ اور عشق رسول کا تقاضا یہ ہے کہ قول و فعل کا تضاد دور ہو' عادات و اطوار بدلیں۔ اخلاقی جرأت پیدا ہو' بد عنوانی ختم ہو' برائی قریب نہ پھٹکنے پائے' تقویٰ کا غلبہ اور زہد کا ملکہ ہو' معاشرہ اعلیٰ انسانی قدروں کا گہوارہ بن جائے' مگر کیا سوادِ اعظم کی دعویدار' ان پڑھ سنی اکثریت نے یہ تمام اعلیٰ قدریں اپنے اندر پیدا کر لی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس ملک کو اس اکثریت کے اس اخلاقی انقلاب کا عملی نمونہ ہونا چاہئے جبکہ حقیقی صورتِ حال یہ ہے کہ ہر شخص کرب میں مبتلا اور ہر فرد معاشرہ کا ستم رسیدہ انسان نظر آتا ہے۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ سنی قیادت مل بیٹھ کر اپنی قوم کی علمی بے بضاعتی اور فکری کم مائیگی کو دور کرنے کی تدبیر کرے اور محافل نعت کے عظیم اجتماعات کو جس قدر جلد ممکن ہو "محافل فکر و تذکیر" میں بدلنے کی سعی کرے ورنہ اگر کچھ عرصہ مزید عوام کو اس جاہل ٹولے کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا جسے محفل نعت کا اسٹیج خوب راس آتا ہے ' تو پھر ان کو علم و فہم دین کی مجالس کی طرف پلٹانا اور اپنے اسلاف و اکابر کے نہج پر چلانا کسی کے بس میں نہ رہے گا۔